عباسی حکمران ابو العباس السفاح کے ہاتھ پر کوفہ میں بیعت کی، پھر مکہ لوٹ گئے۔ 136ھ میں اس کا بھائی ابوجعفر منصور خلیفہ بنا تو آپؒ کوفہ لوٹے اور مسجد کوفہ میں حلقہ درس قائم کیا۔ 145ھ میں محمد بن عبداللہ بن حسن النفس الزکیۃؒ نے مدینے میں بغاوت کی اور امام مالکؒ نے بھی ان کی حمایت کی۔ محمدؒ کے قتل کے بعد ان کے بھائی ابراہیمؒ نے عراق میں بغاوت کی، لیکن قتل ہو گئے۔ اس وقت امامؒ کے استاد عبداللہ بن حسنؒ نے بھی منصور کی قید میں وفات پائی۔ اس کے بعد امام صاحبؒ نے عباسیوں پر تنقید شروع کی۔ آپؒ ہم عصر قاضیوں کے فیصلوں پر بھی سرعام تنقید کرتے رہتے تھے۔

منصور کوفہ آیا اور انہوں نے امام صاحب کو قاضی بنانا چاہا مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ اس نے کہا کہ آپ کو کوئی عہدہ ضرور قبول کرنا پڑے گا۔ آپ نے بغداد کی تعمیر کے لیے تیار کردہ اینٹیں گننے کا کام سنبھال لیا۔

منصور نے علویوں پر ستم ڈھانا شروع کیا تو اہل موصل نے بیعت توڑ دی۔ منصور نے فقہاء سے فتویٰ پوچھا تو امام صاحب نے کہا کہ اہل موصل کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ نقض بیعت کی صورت میں اپنا خون مباح کردیتے۔ لہذا ان کی گرفت جائز نہیں۔ جبکہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمۃ نے اہل موصل کے حق میں سفارش کی۔

آپ نے عباسیوں کا قاضی بننا منظور نہ کیا تو منصور نے کہا کہ آپ مشکل مسائل میں قاضیوں کی رہنمائی کیا کریں۔ لیکن آپ نے اسے بھی مسترد کیا تو 146ھ میں آپ کو قید کر لیا اور کوڑے لگوائے۔ پھر اس شرط پر رہا کردیا کہ گھر سے باہر نہ نکلیں اور ہمارے مسائل کا جواب دیا کریں۔ وہ مسائل بھیجتا مگر آپ جواب نہ دیتے۔ آپ کو دوبارہ قید کر کے روزانہ دس کوڑے مارے جاتے۔ آپ کی وفات کے زمان ومکان سے متعلق متعدد روایات ہیں کہ بغداد کے قید خانے میں زہر دلا کر شہید کیا گیا۔ یا وفات کے قریب رہا کر دیے گئے۔ مشہور یہی ہے کہ 150ھ میں بغداد میں وفات پائی اور نماز جنازے پر خلیفہ منصور سمیت پورا بغداد امنڈ آیا۔

آپ نے وصیت کی تھی کہ قبرستان کے ایسے حصے میں دفن کیا جائے جو غصب شدہ نہ ہو۔ آپ کو ملکہ خیزران کے مقبرے کے مشرقی کونے میں دفن کیا گیا۔ 50,000 لوگوں نے پہلی نماز جنازہ پڑھی۔ خطیب بغدادیؒ نے لکھا ہے کہ دفن کے بعد بھی 20 دن تک لوگ آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے رہے۔

459ھ میں سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے آپ کے مقبرے پر شاندار قبہ، مدرسہ اور مسافر خانہ تعمیر کروایا۔ ابن بطوطہ نے بھی مشہد ابی حنیفہ کے لنگر کا تذکرہ کیا ہے۔ (جاری ہے)

⇦⇦⇦⇦⇦⇦

سوانح علمائے اہل حدیث بلتستان:

تذکرہ مولانا عبدالملک بلغاری رحمة الله عليه

ابواختر سہیل حفیدِ مولانا عبدالملک

پیشرو علمائے دین نے اسلام کی ترویج واشاعت کی خاطر محنت وجانکاہی، ایثار نفس اور جہد پیہم کا جونمونہ چھوڑا ہے واقعۃً خورشید تاباں کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی ضیاباریوں سے نسلِ نو کی بگڑی ہوئی زندگیاں سنواری جاسکتی ہیں اور الجھے ہوئے معاملات سلجھائے جاسکتے ہیں۔ ان علمائے دین میں سے مولانا عبدالملک ؒ کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔

مولانا عبدالملک بلغاریؒ ایک ذی علم اور روحانی گھرانے کے چشم وچراغ اور گرانمایہ گوہر تھے۔ سلسلہ نسب یوں ہے: (عبدالملک بن سلطان علی بن ملا قاسم) مولانا موصوفؒ کے پدرِ بزرگوار کے یگانہ کمالات، عبقریٔ شخصیت اور حالات وواقعات پر اردو اور فارسی میں درجنوں مضامین شائع ہوچکے ہیں۔ آپ منقولات ومعقولات میں عبقری اور شعر وادب میں یگانہ عہد تھے۔ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے، جن میں سے ایک شاہکار ''زادالجنان'' ہے، جس میں ہر رنگ کے پھول خوش اسلوبی سے سجادیے گئے ہیں۔ حدیث وتفسیر، فقہ اور ادب کے جواہر سے لبریز ہے۔

مولاناؒ کے برادر بزرگ کا نام نامی غلام محمد تھا جو مدرسہ میاں صاحبؒ دہلی کے فارغ التحصیل اور جید عالم تھے۔ وطن مالوف آتے ہوئے چند ماہ کے لیے شملہ میں رک گئے، یکا یک مرض طاعون کی لپیٹ میں آگئے اور عین جوانی میں سرائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ موصوف کی کوئی اولاد نہ تھی۔

مولانا عبدالملک بلغاریؒ ان کے صدیق حبیب، مفکرِ ملت مولانا الحاج محمد خلیل الرحمٰن الباقریؒ کے بقول 1886ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے مہربان چچا سودے علی سے حاصل کی، پھر ان کے سایہ بزرگی سے محرومی کے بعد اپنے برادر عم زاد مولانا حافظ عبدالصمدؒ کے ہمراہ یکے بعد دیگرے مولانا محمد حسین براہویؒ اور مولانا محمد موسیٰؒ مؤسس دارالعلوم بلتستان غواڑی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ ان کے حضور زانوئے تلمذ تہ کرنے کے بعد آپ خانگی آشفتگی کے باعث سلسلہ تعلیم منقطع کرکے گھر تشریف لائے۔ پھر جب آپ کے چچازاد بھائی مولانا عبداللہ عبدالصمد غواڑی سے سندِ فراغت حاصل کرکے تشریف لائے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا تو روزانہ گھریلو کاموں سے فراغت کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ خانگی مجبوریوں کے باوصف حدیث وتفسیر کی تمام کتابوں کا درس لیا۔ بعض کتابوں میں آپ کے محبوب ترین رفیق مولانا الحاج خلیل الرحمٰن آپ کے ہم سبق تھے۔ مولانا ابوعبداللہ عبدالصمد اور آپ پر مولانا محمد موسیٰ غواڑوی کی صحبتوں اور مواعظ کے طفیل سلفیت کا گہرا رنگ چڑھ گیا۔ مولانا عبدالصمدؒ نے غواڑی سے تشریف لاتے ہی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مسلک اہل حدیث کی پرجوش تبلیغ

شروع کی تو ذہنی ہم آہنگی اور قرابت کی وجہ سے مولانا عبدالملک بلغاری ان کے دستِ راست بن گئے۔ یوں تو آپ کے والد بزرگوار بھی اس دور کے خاص صوفیہ نوربخشیہ سے وابستہ رہے، لیکن مولانا عبدالملک بلغاریؒ کے عقیدہ ورجحان میں تبدیلی کے ظہور پر متعصب معاشرے کی طرف سے نہایت سخت ردعمل سامنے آیا۔ لیکن مولانا صاحب نے کمال جرأت سے عقیدہ سلف پر ثبات واستقامت اور اس کے لئے ہر قسم کی ایذارسانیوں کو برداشت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور واضح کیا کہ ایمان کی جو تخم ریزی ہو چکی ہے وہ کبھی ماند نہیں پڑ سکتی۔

مولانا عبدالصمد کے ساتھ عقیدہ سلف کی ترویج میں آپ کا چولی دامن کا ساتھ رہا۔ مولانا عبدالملک بلغاریؒ جائیداد کے اعتبار سے اپنے علاقے کے رئیس تھے۔ چنانچہ آپ نے تنظیمی اور تبلیغی امور کے ساتھ ساتھ مالی گرانقدر قربانیاں بھی دیں۔ مولانا الحاج خلیل الرحمٰنؒ کے بقول جب سیلاب سے مسجد اہل حدیث گوند مسمار ہوگئی تو آپ نے اس کی جگہ ایک عالیشان مسجد تعمیر کروائی جو موضع بلغار کی اولین جامع مسجد تھی۔ مولانا صاحب نے اپنے تدبر اور دوراندیشی سے محلّہ گوند اور دیگر مقامات میں بکھرے ہوئے اہل حدیثوں کو منظم کیا۔ چنانچہ آپ کی خدماتِ گرانمایہ کی قدر کرتے ہوئے جماعت اہل حدیث بلغار کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث مولانا عبدالصمد نے آپ کو امیر جماعت مقرر کیا۔ جامع مسجد اہل حدیث گوند میں مولانا عبدالصمد تاحیات خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ پھر ان کی جگہ مولانا عبدالملک خطیب مقرر ہوئے۔ آپ تیاری کرکے دلپذیر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کا اسلوب کلام بھی نہایت دلچسپ تھا۔ جماعت کے تمام اکابر آپ کی تنظیمی اور خطیبانہ صلاحیتوں کے قدردان تھے۔ انجمن اسلامیہ بلتستان کے نام سے احناف اور اہل حدیث کا مشترکہ پلیٹ فارم وجود میں آیا تو قربتِ منہج کے باعث صوفیہ نوربخشیہ کے بعض اکابر بھی اس سے منسلک ہوگئے۔ سید ابوالحسن کے بعد آپ اس کے مرکزی صدر منتخب ہوئے اور دو سال تک کمال لیاقت وخلوص سے یہ خدمت انجام دی، پھر آپ کی پیرانہ سالی کے پیش نظر انجمن کی صدارت مفتی عبدالقادر کو سونپی گئی۔ مولانا حافظ عبدالصمد کی معذوری کے زمانے میں آپ نے کئی شرعی فیصلوں میں ذہانت ولیاقت کا ثبوت دیا۔

مولانا صاحب علم اور علماء کے بےلوث خادم تھے۔ جب آپ کے والد بزرگوار کے بعد درس وتدریس کا منصب آپ کے برادر عم زاد حافظ عبدالصمد کے گھرانے کی طرف منتقل ہوا تو آپ نے ان کے ساتھ مخلصانہ تعاون جاری رکھا اور ان کے تلامذہ کو بساط بھر سہولت بہم پہنچائی۔ اپنے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰؒ کے قائم فرمودہ ''دارالحدیث'' کے ساتھ بھی یک گونہ تعلق ہمیشہ قائم رہا۔

مولانا عبدالملکؒ شب زندہ دار اور بڑے تقویٰ شعار تھے۔ معاملات میں سختی سے شریعت کے پابند تھے۔ مشتبہ چیز کو عمر بھر منہ نہ لگایا۔ قرآن پاک سے شدید محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا عبدالرشید انصاریؒ نے سوانحِ حافظ عبدالرحمٰن میں مندرجہ ذیل